افغانستان

لڑائی اگر اللہ و رسولؐ کی رضامندی اور آخرت میں درجات کی بلندی کے حصول کے لئے لڑی جائے تو جہاد، ورنہ محض فساد!

سنہ ۱۹۷۹ء میں علمائے افغانستان کی قیادت میں مجاہدین افغانستان نے جس لڑائی کا آغاز کیا تھا وہ یقیناً اللہ و رسولؐ کی رضامندی اور عقبیٰ کی سربلندی کی بنیاد پر تھی۔ تیرا ۱۳ سال پر محیط اس جہاد نے کمیونسٹ بلاک کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ روس کا آخری مہرہ نجیب اللہ شکست و ریخت اور ذلّت و ادبار کے غار میں دھکیل دیا گیا، افغانستان فتح ہوگیا، جہاد کا میٹھا پھل اب مجاہدین کے قدموں میں ہے اور اب مجاہدین کے اخلاص اور شعور کی آزمائش کے دن شروع ہوئے ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ مجاہدین آزمائش کی اس گھڑی میں حق و عدل پر پورے اترتے ہیں یا اقتدار کی لذتوں سے ہم آغوش ہونے کے لئے بے تابی شوق کا مظاہرہ کرتے ہیں، ہم اس مقام پر نہیں کہ انہیں نصیحتوں کے باب میں سے چند اوراق پڑھائیں تاہم کچھ عرض کرنے کی پوزیشن رکھتے ہیں کہ مجاہدین نے تیرا ۱۳ برس میں جس حوصلے اور تدبر کا مظاہرہ کر کے روسی و امریکی یہود و نصاریٰ کے دانت کھٹے کئے ہیں۔ اب اس کی بہت ضرورت ہے کہ مجاہدین اپنے تاریخی و روایتی عدل و تقویٰ کو اختیار کر کے نہایت اعلیٰ درجہ کے تدبر کا مظاہرہ کریں اور تمام مجاہدوں کے مشورہ سے ثمرِ جہاد کی تقسیم کریں! ہم یقین سے کہتے ہیں کہ اگر احمد شاہ مسعود اور حکمت یار کسی ایک طبقۂ مجاہدین کی حکومت کا خواب نہیں دیکھ رہے تو پھر ان میں ہرگز لڑائی نہیں ہوگی اور اگر صورت حال کا رخ دوسرا ہے تو پھر لڑائی کے امکانات وسیع تر ہیں! یہی وہ مقام ہے جس کی مثالیں تاریخ میں ثبت ہیں، جرمنی کوریا، ویٹ نام اور مشرقی و مغربی پاکستان ۔ اب کہ وہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن چکا ہے۔ اور ہمارے نظریۂ پاکستان کا منہ چڑا رہا ہے۔

دوسری گذارش مجاہدین کی خدمت میں یہ ہے کہ مجاہدین کے پاکستانی مشیر علماء ہوں، سیاست داں ہوں یا حکمراں ان کی سیاسی مصلحتیں مجاہدین سے بہر نوع الگ بلکہ بعض مقامات پر متضاد ہیں۔ مثلاً حکومتِ پاکستان کی سب سے بڑی مجبوری امریکہ کی رضامندی ہے۔ امریکہ بہادر حکومت پاکستان کی وساطت سے افغانستان میں ایسی حکومت کے قیام کا خواہش مند ہے جسے "لبرل ڈیموکریٹک" کہا جا سکے۔